ابو سفیان تائب

ماتم اور تعزیہ

(قرآن و حدیث اور اصحاب و اولادِ رسول اقوال کی روشنی میں)

زمانۂ جاہلیت میں گمراہی کی تاریکی دنیا بھر میں عموماً اور عرب میں خصوصاً انتہا کو پہنچ چکی تھی اس زمانہ میں نہ صرف قتل و غارت عصمت فروشی و آبروریزی کا دور دورہ تھا بلکہ بہت سی قبیح چیزیں رسومات کی شکل میں مہذب و معزز خاندانوں میں بھی رائج ہو چکی تھیں ماتمی رسومات میں کسی شخص کی وفات پر پیشہ ور عورتوں کو بلایا جاتا جو میت پر مخصوص انداز میں واویلا کرتیں بالوں اور کپڑوں کو نوچتے ہوئے بلند آواز میں سوز و گداز کرتیں۔ چھاتی کوٹتیں تدفین کے بعد ایسی ہی عورتوں کو بلایا جاتا جو عرصہ دراز تک جس کی مدت ایک سال سے بھی زائد ہو سکتی ہے۔ میت کے گھر ماتم و نوحہ کے ذریعے اس کی یاد تازہ رکھتیں۔

لیکن جب فاران کی چوٹیوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا اور نبی کریم ﷺ کی نورانی و پاکیزہ تعلیمات سے تمام عالم کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ تو اس قسم کی تمام لغو و بیہودہ رسومات کو یکسر مٹادیا گیا۔ اسلام نے بتایا کہ کائنات ارضی میں کسی عظیم شخصیت کی یادگار، اعمال صالحہ کی پیروی اور اس کے مشن کو جاری رکھنے میں ہے نہ کہ ماتم و نوحہ کر کے بے صبری کا مظاہرہ کرنے میں چنانچہ اسی تعلیم کا اثر تھا کہ صحابہ کرام اور اھلبیت (ازواج رسول) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خود رسالت مآب سیدنا و مولانا محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کی وفات پر صبر و استقلال کا وہ عملی نمونہ پیش کیا جس کی نظیر پیش کرنا ناممکن ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی وفات پر آپ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا

لولا انک امرتنا با الصبر و نھیتنا عن الجزع لنفذنا علیک ما الشؤن

اگر آپ ﷺ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم نہ فرمایا ہوتا اور ہمیں رونے پیٹنے سے نہ روکا ہوتا تو آج ہم آنسوؤں کے دریا بہا دیتے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اگرچہ ایک عظیم المیہ تھا لیکن وہ مسلمان جنھوں نے پیغمبر اسلام علیہ السلام اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان ذوالنورین، سید الشہداء حمزہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی شہادتوں پر صبر و قرار کا دامن انتہائی حوصلے سے تھامے رکھا تھا انہوں نے اس موقع پر بھی دامن صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ سیدنا حسینؓ کے صاحبزادے سیدنا زین العابدین اور آپکی اولاد نے اس موقع پر اور نہ ہی اس کے بعد کبھی سینہ کوبی کی اور نہ ہی سیدنا حسینؓ اور دیگر شہدائے کربلا کی یاد میں کبھی چند مخصوص دنوں میں ماتم و نوحہ کیا جس طرح کہ آج کل ہوتا ہے۔

یہ خلاف اسلام رسم کس نے ایجاد کی؟ اور اس بدعت سیئہ کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟ تاریخ اسلام کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسم ایک عباسی خلیفہ کے شیعہ وزیر معز الدولہ الدیلمی نے ۳۵۲ھ میں شروع کی اس نے ۱۰

محرم یوم عاشورہ کو شہادت حسین منانے کیلئے مقرر کردیا اور اسی وزیر کے حکم سے اسی سن میں جامع مسجد بغداد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر (نعوذ باللہ) لعنت لکھی گئی۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ۳۵۲ھ کے محرم کی دسویں تاریخ کو معزالدولہ نے حکم دیا کہ بازار بند رکھے جائیں اور عورتیں کھردرے بالوں کے کپڑے پہنیں اور بازاروں میں ننگے منہ، بکھرے بال، منہ پر طمانچے مارتے ہوئے اور حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا نوحہ کرتے ہوئے نکلیں۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۳)

ابن کثیر اور دوسرے سنی مؤرخین نے ہی نہیں بلکہ موجودہ صدی کے مشہور شیعہ مؤرخ سید امیر علی نے بھی لکھا ہے "معزالدولہ اگرچہ علم و ادب اور فنون کا مربی اور سرپرست تھا لیکن اپنی فطرت کے لحاظ سے نہایت ظالم تھا وہ شیعہ تھا اور اس نے سانحہ کربلا کی یاد میں دسویں محرم کو ماتم کا دن منانا شروع کیا تھا" شارٹ ہسٹری آف سیری سنز صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ لندن)

تاریخ کے ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ نوحہ و ماتم کی یہ رسم بد جس کو آج دین کا ایک فریضہ سمجھا جاتا ہے اسلام کے ابتدائی دور میں اس کا وجود بالکل نہیں تھا۔ اگر دین اسلام سے اس کا کچھ بھی تعلق ہوتا تو معزالدولہ سے تین سو سال قبل کے زمانہ میں بھی اس کے کچھ اثرات ملتے چنانچہ علامہ ابن کثیر اسی نوحہ و ماتم کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں

لوكان هذا امرا محمودا لفعله خير القرون

اگر یہ کام اچھا ہوتا تو خیر القرون میں اس کو ضرور کیا جاتا سلف و خلف کی ان تصریحات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نوحہ، ماتم، بین کرنے اور سینہ کوبی کرنے یا زنجیریں مارنے کا مذہب اسلام سے دور کا بھی کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے اگر اس کا اسلام سے ذرہ بھر بھی واسطہ ہوتا تو سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اور آئمہ اہل بیت میں سے ضرور کسی سے ثابت ہوتا اسلامی تعلیمات میں جناب رسالتمآب حضرت محمد ﷺ سے لیکر ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان تک ہر ایک نے فرداً فرداً اس کی حرمت اور اس کا خلاف اسلام ہونا بیان کیا ہے اور ہر حال میں صبر و حوصلہ کی تلقین کی ہے۔ ماتم اور تعزیہ داری کے بارے میں روافض و شیعہ مذہب کے عقائد و خیالات جو کچھ بھی ہیں ان سے نہ کچھ بحث ہے اور نہ کوئی تعرض و تنقید کیونکہ "شیعہ مذہب" اسلام کے سراسر خلاف ایک الگ راستہ ہے جس سے مسلمانوں کا کوئی تعلق نہیں ہے ہمیں تو محض برادران اہل سنت کی اصلاح خیال اور درستی اعمال مقصود ہے تاکہ مسلمان بھائی ان رسومات بد سے محفوظ رہ سکیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع کرکے دنیا و آخرت میں کامیابی و سرخروئی حاصل کرسکیں۔

ہر مصیبت اور حادثہ پر حکم خداوندی قرآن پاک میں اللہ ذوالجلال والاکرام کا ارشاد ہے

و استعينوا باالصبر و الصلوة و انها لكبيرة الا على الخاشعين

ترجمہ: اور مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں ہے دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے ان اللہ مع الصابرین بے شک اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ایک مقام پر فرمایا واللہ یحب الصبرین اور اللہ تعالی صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ کم و بیش ایک سو مقامات پر قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالی نے صبر کی تلقین فرمائی ہے۔ موت اور مشکلات کے وقت حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جو عمل احادیث میں نقل کیا گیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تھا تو نماز کی طرف فورا متوجہ ہوجاتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہر قدم پر حضور ﷺ کا اتباع فرمانے والے ہیں ان کے حالات میں بھی یہ چیز نقل کی گئی ہے حضرت ابو الدردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تو حضور اقدس ﷺ فورا مسجد میں تشریف لے جاتے اور جب تک آندھی بند نہ ہوتی مسجد سے نہ نکلتے اسی طرح جب سورج یا چاند گرہن ہوجاتا تو حضور ﷺ فورا نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سفر میں تھے راستہ میں اطلاع ملی کے بیٹے کا انتقال ہوگیا۔ اونٹ سے اترے دو رکعت نماز پڑھی پھر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور پھر فرمایا کہ ہم نے وہ کیا جس کا اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے اور قرآن پاک کی آیت واستعینوا بالصبر و الصلوۃ تلاوت کی ایک اور قصہ اسی قسم کا نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ان کے بھائی قثم کے انتقال کی خبر ملی۔ راستہ سے ایک طرف کو ہو کر اونٹ سے اترے دو رکعت نماز پڑھی اور التحیات میں بہت دیر تک دعائیں پڑھتے رہے اس کے بعد اٹھے اور اونٹ پر سوار ہوئے اور قرآن پاک کی آیت واستعینوا بالصبر و الصلوۃ تلاوت فرمائی انہیں کا ایک اور قصہ ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے انتقال کی خبر ملی تو سجدہ میں گر گئے۔ کسی نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات تھی؟ آپ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کا ہم کو یہی ارشاد ہے کہ جب کوئی حادثہ دیکھو تو سجدہ میں گرجاؤ (نماز میں مشغول ہوجاؤ) اس سے بڑا حادثہ اور کیا ہوگا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔ یہ ہے پریشانی، مصیبت، حادثہ اور موت کے وقت انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس لئے ہر مسلمان کے لئے نبی کریم ﷺ کا امتی اور صحابہ کرام کا پیرو کار ہونے کی حیثیت سے ان ہی پاک ہستیوں کا اتباع لازم ہے۔

احادیث نبوی میں ماتم کی حرمت

لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعی بدعوی الجاهلیہ

جو شخص (مصیبت میں) چہرہ پر ہاتھ مار کر پیٹے اور کپڑے پھاڑے وہ میری امت میں سے نہیں (بخاری، مشکواۃ)

ماتم کرنے والے ملعون ہیں لعن رسول اللہ ﷺ النائحہ و المستمعہ (ابوداؤد) حضرت رسول اکرم ﷺ نے نوحہ ماتم اور سیاپا کرنے والوں اور سننے والوں پر لعنت کی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان

قالت ام حکیم بنت الحارث زوجتہ عکرمہ ابن ابی جھل ما ھذا المعروف الذی امرنا اللہ بہ ان لا نعصینک فیہ فقال النبی لا تطمئن و لا تخرقن و لا تسودن ثوبا و لا تدعون بالویل و الثبور

حضور اقدس ﷺ کی چچازاد بہن حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ (سورۃ ممتحنہ) میں اللہ تعالی نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ معروف میں جناب کی نافرمانی نہ کریں۔ وہ معروف کیا چیز ہے؟ (جس میں جناب کی نافرمانی سخت گناہ ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اس لفظ میں یہ حکم دیا ہے کہ عورتیں کسی کی موت پر رخساروں پر نہ پیٹیں، چہرہ نہ نوچیں بالوں کو نہ نوچیں، گریبان نہ پھاڑیں، کپڑے کالے نہ کریں بین اور واویلا نہ کریں۔ (تفسیر قمی ص ۳۵۱ فروع کافی ۲/۲۲۸ حیات القلوب ص ۵۳۸)

آیت شریفہ کی وضاحت میں حضور ﷺ نے چھ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے ۱۔ کسی کی موت پر رخساروں کو پیٹنا ۲۔ چہرہ نوچنا ۳۔ بال نوچنا ۴۔ گریبان پھاڑنا ۵۔ کپڑے کالے کرنا ۶۔ بین واویلا کرنا۔ ان سب کو گناہ کبیرہ میں شامل کیا ہے۔ اوپر اسی آیت میں زناء کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ ماتم اور زنا حرمت میں دونوں برابر ہیں۔

نوحہ کرنے کا عبرت ناک انجام:

عن ابی عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علی وسلم ضرب المسلم یده علی فخذه عند المصیبته احباط بعمله

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مصیبت کے وقت پیٹنے سے مومن کے نیک اعمال برباد ہوجاتے ہیں۔ (نہج البلاغہ ۲/۱۸۷ مطبوعہ مصر)

عورتوں کی ماتم کی مجالس میں شریک کرنے کا رسوا ترین انجام

عن ابی عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علی وسلم من اطاع امرأته اکبه الله تعالی یوم القیمته علی وجهه فی النار قیل ما تلک الاطاعته قال ان تطلب الذهاب الی العروسات و النیاحته و الثیاب الرقاق

امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی بیویوں اور دوسری عورتوں کو ماتم، سیاپا نوحہ کی مجالس میں جانے کی اجازت دیتے ہیں اور باریک کپڑے پہننے سے منع نہیں کرتے ایسے لوگوں کو اوندھا ڈال کر کھینچ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (فروع کافی ۲/۲۲۲ مطبوعہ لکھنؤ)

حیات القلوب کے مصنف ملا باقر مجلسی نے تحریر کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہما نے حضور ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے بوقت وفات اپنی پیاری بیٹی کو وصیت فرمائی کہ اے فاطمہؓ جب میں مرجاؤں تو میری وفات پر اپنے چہرہ پر نہ پیٹنا، بالوں کو نہ بکھیرنا اور نہ نوچنا نوحہ و ماتم نہ کرنا اور نوحہ و ماتم کرنے والوں کو نہ بلانا۔ واویلا نہ کرنا اور اے فاطمہؓ صبر کرنا (حیات القلوب ۲/۵۳۸)

ماتم کرنے والوں کی شکلیں بدل جائیں گی

ترجمۂ حدیث: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہؓ میں نے معراج کی رات ایک عورت کو جہنم میں دیکھا جس کی شکل کتے کی تھی اور عذاب کے فرشتے اس کے پچھلے راستے سے آگ داخل کر رہے تھے اور آگ کے شعلے اس بے چاری کے منہ سے نکل رہے تھے اور فرشتے اس بد نصیب کو آہنی گرزوں کے ساتھ سر پر اور گردن پر زور زور سے

مار رہے تھے حضرت خاتون جنت نے اس خطرناک عذاب کا بیان سن کر نہایت بے قراری سے پوچھا کہ اباجان یہ بدنصیب عورت کونسا گناہ کرتی رہتی تھی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت نوحہ کرتی رہتی تھی۔ (حیات القلوب جلد دوم کتاب المعراج ص ۳۱۵ مطبوعہ لکھنؤ)

مومنین کرام: عبرت کا مقام ہے رونے پیٹنے وغیرہ رسومات جاہلیت سے پیارے نبی کریم ﷺ کو دکھ پہنچتا ہے۔ لہذا ماتم جیسے حرام کاموں سے بچنا چاہیئے اور یہ آیت شریفہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نافرمانی کر کے انہیں دکھ دیتے ہیں ان پر دونوں جہان میں لعنت برستی ہے۔ (سورہ احزاب)

سیدنا علی رضی کا سبق آموز فرمان:

حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر آپ نے ہمیں صبر کا حکم نہ فرمایا ہوتا تو آج ہم آنکھوں اور دماغ کا پانی رو رو کر پیٹ پیٹ کر خشک کر دیتے۔ (نہج البلاغہ ۱/۴۹۱)

حضرت جعفر صادق اور حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے جیسا سر کا تعلق ہے جسم کے ساتھ۔ جب جسم سے سر جدا ہوجائے تو جسم مر کر بے کار ہوجاتا ہے اسی طرح ماتم نوحہ کر کے بے صبری کرنے سے ایمان مر کر بے کار ہوجاتا ہے (نہج البلاغہ ۲/۱۶۰ اصول کافی کتاب الایمان والکفر)

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا واویلا کرنا، چیخنا، چہرہ اور سینہ پیٹنا، بال نوچنا بہت سخت بے صبری ہے اور جس شخص نے نوحہ، ماتم، سیاپا کرنے والوں کو بلایا اس نے دین اسلام کا راستہ چھوڑ کر گمراہی اور بے دینی کا راستہ اختیار کرلیا۔ اور جسنے صبر کیا اور اللہ کی تقدیر پر راضی ہو گیا اس نے اجر پایا اور جو شخص صبر نہ کرے گا اس کے عمل ضائع اور برباد ہوگئے۔ (حیات القلوب ۲/۸۰۳)

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے من جدد قبراً او مثل مثالاً فقد خرج من الاسلام فرمایا کہ مصنوعی قبر یا روضہ کی شبیہہ تیار کرنا کفر ہے اور ایسا کرنے والا اسلام سے خارج ہوجاتا ہے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں یعنی تابوت، تعزیہ داری اس پر فاتحہ پڑھنا، مرثیہ کہنا، فریاد و نوحہ اور سینہ کوبی و ماتم سب ناجائز ہیں۔ کتاب السراج میں خطیب سے حدیث منقول ہے کہ فرضی مزار اور فرضی تابوت کی زیارت کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔ فریاد و نوحہ اور سینہ کوبی وغیرہ سب حرام ہے حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص پچھاڑیں کھائیں یا بلند آواز سے روئے یا اپنا گریبان چاک کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے نیز یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جس نے اپنا منہ پیٹا یا اپنا کپڑا پھاڑا یا جاہلیت والوں کی طرح واویلا کیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (رسالہ محرم ص ۵۵-۵۷)۔ (من لایحضرہ الفقیہ باب نوادر)

لہذا تعزیہ داری اور ماتم وغیرہ قطعاً حرام اور باطل محض ہے اور اس میں تمام رسوم قبیح اور شدید ترین معصیت ہیں اور بے شمار وعیدیں احادیث صحیحہ میں موجود ہیں تو مسلمان مرد عورت اور بچوں کو اس قسم کے کافرانہ جلوسوں میں شریک ہونا یا مجالس میں جانا قطعاً ناجائز، حرام اور سخت ترین گناہ ہے۔ یوم عاشور کو حضور ﷺ نے روزہ رکھا اور فرمایا کہ اگر اگلے سال میں زندہ رہا تو نویں محرم کو بھی روزہ رکھوں گا اس دن کو سوگ کا دن قرار دینا قطعاً ناجائز ہے

(بقیہ صد ۲۲ پر)